غزوۂ موتہ کا قصہ

کمپوزنگ: محمد ذکی الدین لیاقت (انڈیا)

نوٹ: یہ واقعہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی کتاب حکایاتِ صحابہؓ سے ماخوذ ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے پاس تبلیغی دعوت نامے ارسال فرمائے تھے۔ ان میں ایک خط حضرت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بُصریٰ کے بادشاہ کے پاس بھی بھیجا تھا۔ جب یہ موتہ پہنچے تو شُرَحْبِیل غسّانی نے جو قیصر کے حکام میں سے ایک شخص تھا اُن کو قتل کر دیا۔ قاصدوں کا قتل کسی کے نزدیک بھی پسندیدہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت گراں ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار کا ایک لشکر تجویز فرما کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر بنائے جائیں، وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں، وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس کو دل چاہے امیر بنا لیں۔ ایک یہودی اس گفتگو کو سن رہا تھا۔ اس نے کہا یہ تینوں ضرور شہید ہوں گے۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی اس قسم کے کلام کا یہی مطلب ہوتا تھا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفید جھنڈا بنا کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے حوالے فرمایا اور خود مع ایک جماعت کے اُن حضرات کو رُخصت فرمانے تشریف لے گئے۔ شہر کے باہر جب پہنچانے والے واپس آنے لگے تو اُن مجاہدین کے لئے دُعا کی کہ حق تعالیٰ شانُہٗ تم کو سلامتی کے ساتھ، کامیابی کے ساتھ واپس لائے اور ہر قسم کی بُرائی

سے محفوظ رکھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں تین شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں تو اپنے رب سے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں، اور یہ چاہتا ہوں کہ ایک ایسی تلوار ہو جس سے میرے خون کے فوارے چھوٹنے لگیں، یا ایسا برچھا ہو جو آنتوں اور کلیجہ کو چیرتا ہوا نکل جائے، اور جب لوگ میری قبر پر گذریں تو یہ کہیں کہ اللہ تجھ غازی کو رشید اور کامیاب کرے، واقعی تُو تو رشید اور کامیاب تھا۔ اس کے بعد یہ حضرات روانہ ہوگئے۔ شُرَحْبِیْل کو بھی اُن کی روانگی کا علم ہوا، وہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ یہ کچھ آگے چلے تو معلوم ہوا کہ خود ہِرقَلِ روم کا بادشاہ بھی ایک لاکھ فوج ساتھ لئے ہوئے مقابلہ کے لئے آرہا ہے۔ ان حضرت کو اس خبر سے تردد ہوا کہ اتنی بڑی جمعیت کا مقابلہ کیا جائے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے؟ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے للکار کر فرمایا، اے لوگو! تم کس بات سے گھبرا رہے ہو؟ تم کس چیز کے ارادہ سے نکلے ہو؟ تمہارا مقصود شہید ہو جانا ہے۔ ہم لوگ کبھی بھی قوت اور آدمیوں کی کثرت کے زور پر نہیں لڑے۔ ہم صرف اس دین کی وجہ سے لڑے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے ہمیں اکرام نصیب فرمایا ہے۔ آگے بڑھو، دو کامیابیوں میں سے ایک ضروری ہے یا شہادت یا غلبہ۔ یہ سن کر مسلمانوں نے ہمت کی اور آگے بڑھ گئے حتیٰ کہ موتہ پر لڑائی شروع ہوگئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور میدان میں پہنچے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ شُرَحْبِیْل کا بھائی بھی مارا گیا اور اُس کے ساتھی بھاگ گئے۔ خود شُرَحْبِیْل بھی بھاگ کر ایک قلعہ میں چھپ گیا اور ہِرقَل کے پاس مدد کے لئے آدمی بھیجا۔ اُس نے تقریباً دو لاکھ فوج بھیجی اور لڑائی زور سے ہوتی رہی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور اپنے گھوڑے کے خود ہی پاؤں کاٹ

دیئے تاکہ واپسی کا خیال بھی دل میں نہ آئے اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: اے لوگو! کیا ہی اچھی چیز ہے جنت اور کیا ہی اچھا ہے اس کا قریب ہونا، کتنی بہترین چیز ہے اور کتنا ٹھنڈا ہے اُس کا پانی اور ملک روم کے لوگوں پر عذاب کا وقت آ گیا۔ مجھ پر بھی لازم ہے کہ ان کو ماروں۔ یہ اشعار پڑھے اور اپنے گھوڑے کے پاؤں خود ہی کاٹ چکے تھے کہ واپسی کا خیال بھی دل میں نہ آئے اور تلوار لے کر کافروں کے مجمع میں گھس گئے۔ امیر ہونے کی وجہ سے جھنڈا بھی اُنہی کے پاس تھا۔ اوّل جھنڈا دائیں ہاتھ لیا۔ کافروں نے دایاں ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جائے۔ انہوں نے فوراً بائیں ہاتھ میں لیا، دشمن نے وہ بھی کاٹا تو انہوں نے دونوں بازوؤں سے اُس کو تھاما اور منہ سے مضبوط پکڑ لیا۔ ایک شخص نے پیچھے سے اُن کے دو ٹکڑے کر دیئے جس سے یہ گر پڑے۔ اس وقت ان کی عمر تینتیس سال تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے بعد میں نعشوں میں سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جب اُٹھایا تو ان کے بدن کے اگلے حصہ میں نوے زخم تھے۔ جب یہ شہید ہو گئے تو لوگوں نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ وہ لشکر کے ایک کونہ میں گوشت کا ٹکڑا کھا رہے تھے کہ تین دن سے کچھ چکھنے کو بھی نہ ملا تھا۔ وہ آواز سنتے ہی گوشت کے ٹکڑے کو پھینک کر اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے کہ جعفر رضی اللہ عنہ تو شہید ہو جائیں اور تُو دنیا میں مشغول رہے۔ آگے بڑھے اور جھنڈا لے کر قتال شروع کر دیا۔ انگلی میں زخم آیا، وہ لٹک گئی تو انہوں نے پاؤں سے اُس کٹی ہوئی انگلی کو دبا کر ہاتھ کھینچا تو وہ الگ ہو گئی۔ اس کو پھینک دیا اور آگے بڑھے۔ اس گھمسان اور پریشانی کی حالت میں تھوڑا سا تردد بھی پیش آیا کہ نہ ہمت نہ مقابلہ کی طاقت۔ لیکن اس تردد کو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اپنے دل کو مخاطب بنا کر کہا: او دِل کس چیز کا اب اشتیاق باقی ہے جس کی وجہ سے

تر ددہے؟ کیا بیوی کا ہے؟ تو اس کو تین طلاق۔غلاموں کا ہے تو وہ سب آزاد، یا باغ کا ہے تو وہ اللہ کے راستہ میں صدقہ۔اس کے بعد چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: قسم ہے اودِل تجھے اُترنا ہوگا، خوشی سے اُتر یا ناگواری سے اُتر۔ تجھے اطمینان کی زندگی گذارتے ہوئے ایک زمانہ گذر چکا۔ سوچ تو آخر تُو ایک قطرۂ منی ہے۔ دیکھ کافر لوگ مسلمانوں پر کھنچے ہوئے آ رہے ہیں۔ تجھے کیا ہوا کہ جنت کو پسند نہیں کرتا؟ اگر تُو قتل نہ ہوا تو ویسے بھی آخر مرے ہی گا۔ اُس کے بعد گھوڑے سے اُترے۔ ان کے چچازاد بھائی گوشت کا ایک ٹکڑا لائے کہ ذرا سا کھالو، کمر سیدھی کرلو، کئی دن سے کچھ نہیں کھایا۔ اُنہوں نے لے لیا۔ اتنے میں ایک جانب سے ہلّے (شور) کی آواز آئی۔ اس گوشت کو پھینک دیا اور تلوار لے کر جماعت میں گھس گئے اور شہید ہونے تک تلوار چلاتے رہے۔ (خمیس)

فائدہ: صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری زندگی کا یہی نمونہ ہے۔ اُن کا ہر ہر قصہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے شوق کا سبق دیتا ہے۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]